دینی تعلیم اور حکومت کا افسوسناک رویہ ... (اداریہ)

وطن عزیز کا ہر باشعور شہری یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اس کی اساس ایک خاص نظریے پر قائم ہے۔ جدوجہد آزادی کے وقت بھی لوگوں نے صرف اسلام کی وجہ سے بے مثال قربانیاں دیں۔ اپنی عصمتوں کو لٹوایا' بچوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے ذبح ہوتے دیکھا۔ ضعیف والدین نے اپنے ناتواں کندھوں پر اپنے جگر گوشوں کی بے گوروکفن لاشوں کو اٹھایا۔ ان مسلمانوں پر صرف ایک ہی دھن سوار تھی کہ وہ ایک آزاد اسلامی ریاست چاہتے ہیں۔ جہاں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو گا اور وہ اسلامی طرز زندگی گزارنے کے پابند ہوں گے۔ ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت خالص اسلامی طریقے سے ہوگی۔ پورا معاشرہ اسلام کی سچی تصویر پیش کرے گا۔ اسلامی حدود اور تعزیرات کے ذریعے عدل و انصاف کے تمام تقاضے پورے کئے جائیں گے۔ ایسا خطہ ہو گا جہاں نہ ظلم ہو گا اور نہ زیادتی' نہ قتل و غارت ہو گی اور نہ آبروریزی' امن و امان کا ایسا دور دورہ ہو گا کہ لوگ پرسکون نیند سوئیں گے۔ ان کے جان و مال کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔

لیکن بسا آرزو کہ خاک شد کے مصداق نہ جانے کتنے لوگ یہ حسرتیں لیے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور باقی منتظر ہیں کہ کب وہ دن طلوع ہو گا جس دن ان کی آرزوئیں اور تمنائیں رنگ لائیں گی۔

پاکستان اپنے پچاس سال مکمل کر چکا ہے لیکن جن مقاصد کیلئے حاصل کیا گیا تھا ان میں سے ایک بھی تکمیل کو نہیں پہنچا۔ "اسلام" جو کبھی حصول پاکستان کے وقت ہر زد خاص و عام تھا اور پاکستان کے مقاصد میں سرفہرست تھا لیکن آج اس فہرست سے غائب ہے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی جہاں اس کی تعمیر و ترقی کے لئے انقلابی اقدامات کئے جاتے۔ وہاں اس کے مقاصد کے حصول میں پر خلوص کوششیں کی جاتی اور پاکستان کی بنیاد اور اساس کو یعنی اسلام کو ہر شعبہ ہائے زندگی میں نافذ کیا جاتا۔ نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مثالی درس گاہیں بنائیں جاتیں۔ جہاں اعلی اور فنی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم اور نظریہ پاکستان کی بہترین تدریس کا اہتمام ہوتا۔ ان درس گاہوں سے فارغ التحصیل ہونے والے مختلف علوم کے مثالی ماہرین ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں نظریہ پاکستان اس طرح رچ بس جاتا کہ وہ اس کے حصول کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر دیتے۔ اسلام کے بارے میں ان کی ذہن سازی کی جاتی تا۔ وہ اسلام ہی کو مقصد حیات بناتے اور اسے عالمگیر سطح پر اجاگر کرتے اور اسی پر فخر کرتے۔ ان کے ہر عمل سے اسلام کی جھلکی نظر آتی۔ دیکھنے اور سننے والا یہ محسوس کئے بغیر نہ رہتا کہ واقعی یہ کسی اسلامی نظریاتی ملک کا باشندہ ہے۔ اس کے قول و فعل سے اسلامی مساوات، بھائی چارہ، محبت و اخوت کا مظاہرہ دیکھنے کو ملتا۔

لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی رہیں۔ ایک ایک عرصہ تک برسر اقتدار رہے۔ لیکن کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ وہ وطن عزیز کی بنیاد اور اساس کا تحفظ بھی کرے۔ حالانکہ ہر حکومت کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے تھی کہ وہ امور سلطنت کو چلانے کے لئے ایسی کھیپ کا انتخاب کرتی جو قابل ترین افراد پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کے عالمگیر نظریہ حیات پر بھی پختہ یقین رکھتی اور وہ اسلام کا نمائندہ ہونے پر خوشی اور مسرت محسوس کرتے اور اسلام کے سوا کسی غیر کا ایجنٹ بننے کو تیار نہ ہوتے۔ ان کا رہن سہن اور طرز زندگی اسلام کی عکاس ہوتی مگر سوء قسمت ایسا نہ ہو سکا۔

یوں تو پاکستان میں خواندگی کی شرح افسوس ناک حد تک کم ہے اور جو ہے

اس کا کیا معیار ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

رہی دینی اسلامی تعلیم! تو دکھ کے ساتھ ہم اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ ان پچاس سالوں میں کسی حکومت نے بھی اس کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا؟ اور نہ ہی اس کو اپنی ذمہ داری سمجھا اور نہ ہی کبھی قومی بجٹ میں اس کے فنڈ مخصوص کیئے گئے۔ کیا ستم ظریفی ہے کہ جو وطن خالص اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہو اسی ملک میں اسلام اجنبی بھی ہو؟ اسے قابل التفات نہ سمجھا جائے اور نہ ہی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہو۔ اس کی تعلیمات' اس کا تمدن اور لازوال ثقافت کے فروغ کے لئے نہ تو حکومت کے پاس وقت ہے اور نہ ہی سرمایہ! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موجودہ بجٹ ہی ملاحظہ فرمائیں جسے ایک ایسی حکومت نے پیش کیا ہے جو پاکستان کی تخلیق کی دعوی دار ہے اور اسلام کا دم بھرتی ہے بڑے بڑے ماہرین اقتصادیات اسے متوازن بجٹ قرار دیتے ہیں اور بعض اسے "قاتل بجٹ" قرار دے چکے ہیں اور بعض علماء بھی اسے قوم کے لئے ایک تحفہ قرار دے رہے ہیں۔ لیکن کسی کو یہ کہنے کی توفیق نہ ہوئی کہ یہ بجٹ ہم اس لئے مسترد کرتے ہیں کہ اس میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ' دینی تعلیم کے فروغ کے لئے کوئی فنڈ مخصوص نہیں کیا گیا۔

باعث تشویش امر تو یہ ہے کہ موجودہ حکومت پر اس کی سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے لیکن وہ اس سے انحراف کر رہی ہے اور محض دعودں پر اکتفا کر رہی ہے جب کہ عملی طور پر کوئی پیش رفت نہیں ہے۔

یوں تو دینی تعلیم کے ساتھ حکومت کے افسوسناک رویئے کی بیسویں مثالیں دی جا سکتی ہے لیکن ہم یہاں صرف دو باتوں کی طرف توجہ مبذول کروائیں گے۔

کون نہیں جانتا کہ اسلامی علوم کی تدریس کے لئے پاکستان میں بعض اہل خیر

اور اسلام کے ساتھ گہری وابستگی رکھنے والے علماء اور معزز تاجروں نے دینی مدارس قائم کیے ہیں جو اپنے نصاب اور انتظام و انصرام کے اعتبار سے نہایت معیاری ہیں اور لاکھوں روپیہ ماہانہ اپنی گرہ سے خرچ کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی دینی رہنمائی کے لئے علماء' خطباء اور مفتی حضرات تیار کئے جا سکیں اور یہ ادارے اپنے فریضے کو نہایت دیانتداری کے ساتھ ادا کر رہے ہیں اور ہر سال مستند علماء کی جماعت فارغ کر رہے ہیں جو وطن عزیز کی بنیادی ضرورتیں پوری کر رہے ہیں۔ اس پورے عمل میں حکومت کا تعاون کسی مرحلے میں بھی شامل نہیں ہوتا بلکہ کچھ عرصے سے خفیہ ایجنسیاں نہایت بونڈھے انداز سے اس عمل میں رخنہ ڈال رہی ہیں۔ ان اداروں کے منتظمین کو ہراساں کیا جاتا ہے اور طرح طرح کے سوالات سے انہیں پریشان کیا جاتا ہے۔ طلبہ کی تعداد' اساتذہ کے کوائف اور معاونین کی فہرستیں طلب کی جاتی ہیں اور مختلف ایجنسیاں بار بار یہی سوالات کرتیں ہیں۔ یہ بات بھی عوام الناس سے مخفی نہیں کہ ان اداروں کے لئے چندہ کس طرح اکٹھا کیا جاتا ہے اور کتنی مشکل میں اس کا بجٹ بنایا جاتا ہے۔ لیکن حکومت کو ہمیشہ یہ خوف رہا کہ نہ جانے ان اداروں میں کتنے فنڈ ہیں اور یہاں کس قسم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بار بار کی وضاحت کے باوجود خفیہ ایجنسیوں کے کارندے اردگرد منڈلاتے رہتے ہیں۔

یوں تو پاکستان میں طبقاتی نظام تعلیم موجود ہے لیکن دینی تعلیمی اداروں کے ساتھ خاص امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ اس کی تازہ مثال وہ نصاب ہے جو پاکستان کے تمام بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری سکول ایجوکیشن نے وزارت تعلیم اسلام آباد کی ہدایت پر جاری کیا ہے۔ اس نصاب کو "درس نظامی گروپ" کا نام دیا گیا۔ اس نصاب میں دینی کتب کے علاوہ انگریزی' ریاضی' اردو' مطالعہ پاکستان اور جنرل سائنس کو لازمی مضامین قرار دیا گیا اور یہ شرط عائد کی ہے کہ اس میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تیار کردہ کتب برائے میٹرک نافذ العمل ہو

گی اور اسی طرح A - F کا نصاب ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان بورڈ میں پہلے سے سائنس گروپ یا آرٹس گروپ کیلئے مندرجہ بالا مضامین تو موجود ہیں لیکن یہ کتب وہ ہیں جو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے تیار کی ہیں۔ جو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے کہیں آسان اور کم معیار کی ہیں۔ لیکن درس نظامی گروپ کے لئے یہی کتب کیوں نہیں؟ اور ان کے لئے اتنی مشکل کتب کا انتخاب کیوں؟

یہ دوغلی پالیسی آخر دینی مدارس کے طلبہ کے لئے کیوں بنائی گئی۔ اس ضمن میں ہم اپنے کرم فرماؤں یعنی وفاق المدارس کے ذمہ داران کو بھی مورد الزام ٹھہرائیں گے جنہوں نے نصاب کی تیاری کے وقت چشم پوشی سے کام لیا اور اپنی ذمہ داری کو کسی سطح پر ادا نہیں کیا۔ ایک ایسا نصاب کیونکر تیار ہوا جس میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی حق تلفی ہوئی اور انہیں بلاوجہ ایک مشکل ترین مرحلہ میں دھکیل دیا گیا' حالانکہ یہ طلبہ درس نظامی کے ساتھ ساتھ پہلے ہی میٹرک' ایف ۔ اے تک کا امتحان دے رہے ہیں اور بہت اچھے نمبروں میں پاس ہو رہے ہیں۔ انہیں کیا رعایت ملی؟ اس کا جواب وفاق کے ذمہ داران کے ذمہ قرض ہے۔

اب ہمارا حکومت وقت سے مطالبہ ہے کہ وہ فوری طور پر اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کرے۔ دینی تعلیم کے فروغ کے لئے وفاقی بجٹ میں فنڈ مخصوص کرے نیز میٹرک' ایف ۔ اے کے نصاب از سرنو غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دیں جو براہ راست دینی مدارس سے رائے لے کر اس نصاب کو دوبارہ مرتب کرے اور درس نظامی گروپ کے طلبہ کو بھی وہی حیثیت دیں جو سائنس یا آرٹس گروپ کو حاصل ہے۔

جامعہ سلفیہ کے ساتھ مالی تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ادارہ